ازعدالت عظمی

میسرز اناملائی کلب

بنام

حکومت تمل ناڈو اور دیگران

23اکتوبر1996

[کے رامسوامی اور جی بی پٹنا ئک ،جسٹسز]

تمل ناڈوعوامی احاطے (غیر مجاز قابضوں کی بے دخلی) ایکٹ، :1975

دفعات3، 4اور5 — گورمنٹ گرانٹس ایکٹ 1895 کی دفعہ 3 کے تحت لائسنس کی منظوری — ختم کرنا — لائسنس کو اطلاع دیے بغیر حکومت کی طرف سے یکطرفہ طور پر قبضہ دوبارہ حاصل کرنا — منعقد : ریاست ایکٹ کے تحت فراہم کردہ طریقہ کار کا سہارا لیے بغیر یکطرفہ قبضہ نہیں لے سکتی — چونکہ قبضہ پہلے ہی فرض ہو چکا ہے، اس لیے کوئی ہدایت نہیں دی جا سکتی — گورمنٹ گرانٹس ایکٹ، 1895 — دفعہ 3۔

آئین ہند: 1950

آرٹیکل 226 — عرضی دائرہ اختیار — حق قائم کرنے کا سہارا — مناسب مداوا نہیں۔

بشن داس اور دیگر بنام ریاست پنجاب اور دیگر [1962] 2 ایس سی آر 69 ریاست یو پی اور دیگر بنام مہاراجہ دھرمیندر پی ڈی سنگھ اور دیگر [1989] 2 ایس سی سی 505 للویشونت سنگھ بنام راؤ جگدیش سنگھ اور دیگر [1968] 2 ایس سی آر 203 ایسٹ اندین ہوٹل لمیٹڈ بنام سنڈیکیٹ بینک، [1992] ضمیمہ (2) 29 اور مڈناپور زمیندار کمپنی لمیٹڈ بنام کمار نریش نارائن رائے، اے آئی آر (1924) پی سی 144، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1996 کا14549 — 50۔

1992 کے ڈبلیو۔ اے نمبر 1055، ڈبلیو۔ ایم۔ پی نمبر 11237 میں مدراس عدالت عالیہ کے مورخہ آئی۔ ڈی۔ 1 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے سولی جسٹس سوراب جی، وی اچھوتھن، گوپال جین اور مکل مدگل

جواب دہندگان کے لیے۔وی۔کرشنا مورتی

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل مدراس عدالت عالیہ کے دونفری بنچ کے 24 ستمبر 1993 کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے جو 1992 کی تحریری اپیل نمبر 1055 میں دی گئی تھی۔

غیر متنازعہ حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ کو کوئمبٹور ضلع کے والپرائی تعلقہ کے انا ملائی میں کھیلوں اور تفریحی مقاصد کے لیے 28.70 ایکڑ سرکاری زمین کے سلسلے میں لائسنس دیا گیا تھا۔ 22 مئی 1992 کو نوٹس جاری کیا گیا تھا جس میں حکومتی عطیہ ایکٹ 1895 (مختصر طور پر ایکٹ) کی دفعہ 3 کے تحت لائسنس کو ختم کیا گیا تھا جو 23 مئی 1992 کو اس کے سکریٹری کو دیا گیا تھا۔زمین دوبارہ شروع کی گئی تھی اور اس کا قبضہ پولیس اہلکاروں کی مدد سے لیا گیا تھا۔اپیل کنندہ کی عرضی درخواست کو فاضل واحد جج نے 17 اگست 1992 کے اپنے حکم کے ذریعے عرضی درخواست نمبر 7160 / 92 میں اجازت دی تھی اور اس میں ہدایات دی تھیں۔ناراض محسوس کرتے ہوئے مدعا علیہ—ریاست نے اپیل دائر کی اور متنازعہ فیصلے میں دونفری بنچ نے ایکٹ کے تحت لائسنس کے خاتمے کو برقرار رکھتے ہوئے یہ نتیجہ درج کیا کہ" عطیہ میں فراہم کردہ طریقے سے عطیہ کے تعین کے بعد، پی پی ای ایکٹ توضیعات کی کوئی مدد طلب کیے بغیر، حکومت کی طرف سے زمینوں پر قبضہ دوبارہ شروع کرنے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے" ۔

فاضل وکیل، شری سولی جسٹس سوراب جی نے دلیل دی کہ یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ گرانٹ کا خاتمہ عطیہ کے مطابق تھا، جیسا کہ عدالت عالیہ کی دونفری بنچ نے پایا ہے، اپیل کنندہ کو موقع دیے بغیر قبضہ دوبارہ شروع کرنا اور تمل ناڈو پبلک پریمیسیس ایکٹ (غیر مجاز قابضوں کی بے دخلی) ایکٹ 1975 (مختصر طور پر، بے دخلی ایکٹ) کے تحت مقرر قابل طریقہ کار پر عمل کرنا غیر مجاز اور غیر ضروری ہے۔اس لیے دونفری بنچ کا نتیجہ قانون کے لحاظ سے واضح طور پر غیر مستحکم ہے۔ریاست کے وکیل، شری کرشنا مورتی قابل دلیل دی کہ اپیل کنندہ کا حق اس عطیہ سے آتا ہے جس کے تحت وہ قبضے میں آیا تھا۔عطیہ کے لحاظ سے ہی نوٹس جاری کر کے گرانٹ کے تعین کے بعد، اپیل کنندگان کو اس کے بعد قبضے میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔لہذا، گرانٹ کے لحاظ سے جواب دہندگان کی طرف سے قبضہ کی بحالی قانون میں درست ہے۔اس صورت حال میں بے دخلی قانون توضیعات کا سہارا لینے کی ضرورت کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ: کیا عطیہ کے تحت فراہم کردہ طریقے سے عطیہ کے تعین کے بعد یکطرفہ طور پر قبضہ دوبارہ شروع کرنا قانون میں درست ہے جیسا کہ ہائی کورٹ نے قرار دیا تھا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ عدالت عالیہ کا نظریہ قانون کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔بشن داس اور دیگر

بنام ریاست پنجاب اور دیگر[1962] 2 ایس سی آر 69 میں اس عدالت ایک آئینی بنچ نے اس سوال پر غور کیا تھا کہ کیا حکومت لیز ختم ہونے کے بعد یکطرفہ طور پر زمین پر قبضہ کر لے گی۔ ایک رام جی داس نے ریاستی حکومت سے زمین کا لائسنس حاصل کرنے کے بعد ایک دھرم شالہ، ایک مندر اور اس سے ملحقہ دکانیں بنائی تھیں۔ لیز ختم کر دی گئی اور اس کے بعد جب قبضے میں موجود شخص کو قانون کا کوئی سہارا لیے بغیر بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست دائر کی لیکن ناکام رہے۔ جب آرٹیکل 32 کے تحت عرضی درخواست دائر کی گئی تھی، تو اس عدالت نے اس سوال پر غور کیا تھا کہ کیا حکومت قانون کا سہارا لیے بغیر کم سے کم طاقت کے استعمال کے ساتھ زمین کو دوبارہ شروع کرنے کی حقدار ہے۔ اس میں یہ دلیل دی گئی کہ فریقین کے درمیان اس حقیقت کے سوال پر کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ اس میں درخواست کنندگان کو متنازعہ موضوع پر کوئی حق اور حق حاصل نہیں ہے۔ آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست کو اس حقیقت کے متنازعہ سوال کی بنیاد پر خارج کر دیا گیا تھا جسے دو نفری بنچ نے اپیل میں برقرار رکھا تھا۔ آرٹیکل 32 کے تحت ایک عرضی درخواست دائر کی گئی تھی۔ زمین پر قبضہ کرنا اس وقت ایک بنیادی حق تھا۔ یہ دعوی کیا گیا کہ حکومت نے لیز ختم کر دی، کیونکہ اس کے بعد وہ خلاف ورزی کرنے والے تھے اور اس لیے انہیں زمین کو دوبارہ شروع کرنے کے حکومت کے اختیار کے خلاف مزاحمت کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس عدالت نے دونوں دلائل کو غیر معقول قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا تھا اور کہا تھا کہ حکومت نے زمین پر قبضہ کرنے کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ اس میں درخواست کنندگان خلاف ورزی کرنے والے نہیں تھے۔ وہ طویل عرصے تک قبضے میں رہے۔ لیز کے مطابق، انہوں نے لائسنس کی عمر کے دوران دھرم شالہ، مندر اور دکانیں تعمیر کیں اور ان کا انتظام کیا۔ اس کی موت کے بعد، درخواست گزار اور خاندان کے افراد جائیدادوں کے قبضے اور انتظام میں رہے جو ایک تسلیم شدہ قبضہ تھا۔ لہذا، وہ مذکورہ جائیدادوں کے سلسلے میں محض خلاف ورزی کرنے والے نہیں تھے۔ یہ فیصلہ دیا گیا کہ مقدمے کے تسلیم شدہ حقائق پر، درخواست کنندگان کو دھرم شالہ، مندر اور دکانوں کے حوالے سے خلاف ورزی کرنے والے نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی ریاست کو جائیداد کا مالک کہا جا سکتا ہے، چاہے وہ ٹرسٹ ہو، عوامی ہو یا نجی جس نے یکطرفہ طور پر قبضہ کر لیا ہو۔ یہ ریاست کے لیے کھلا تھا کہ وہ اس مقصد کے لیے مناسب قانونی کارروائی کرے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ریاست انہیں قبضے سے نہیں ہٹا سکتی سوائے قانون کے اختیار کے۔ اسی نظریے کا اعادہ اس عدالت نے ریاست یوپی اور دیگر بنام مہاراجہ دھرمیندر پی ڈی سنگھ اور دیگر[1989] 2 ایس سی 505 میں 516 پر اس طرح کیا تھا :

"ایک کرایہ دار، بہترین لقب کے ساتھ، کرایہ دار سے طاقت کے استعمال کے ذریعے ماورائے عدالت قبضہ دوبارہ شروع کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا، یہاں تک کہ ضبط یا دوسری صورت میں لیز کے پہلے خاتمے کی میعاد ختم ہونے کے بعد بھی۔ پٹہ نامہ میں دوبارہ اندراج کے بیان محاورہ کا استعمال ماورائے عدالت قبضے کی اجازت نہیں دیتا ہے اور زبردستی بے دخل کرنا ممنوع ہے۔ کرایہ دار کو قانون کے مطابق کے علاوہ بے دخل نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ صورت میں، یہ حقیقت کہ کرایہ دار ریاست ہے، اسے کسی اعلی یا بہتر مقام پر نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس، یہ ایک اضافی پابندی کے تحت ہے جو اس شرط سے پیدا ہوتا ہے کہ حکومت اور سرکاری حکام کے تمام اقدامات میں قانونی نسب ہونا چاہیے۔ بشن داس بنام ریاست پنجاب، [1962] 2 ایس سی آر 69 میں اس عدالت نے کہا :

"لہذا ہمیں اس دلیل کی بنیاد پر استدلال کو رد کرنا چاہیے کہ درخواست گزار مداخلت بیجا تھے اور انہیں ایک عمل داری آرڈر کے ذریعے ہٹایا جا سکتا ہے۔ یہ دلیل نہ صرف مخصوص ہے بلکہ اس کے مضمرات اور امن و امان پر اثرات کی وجہ سے انتہائی خطرناک ہے......"

اس معاملے سے الگ ہونے سے پہلے، ہم یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ریاست اور اس کے افسران کی طرف سے اس معاملے میں کی گئی انتظامی کارروائی بنیادی اصول کو تباہ کن ہے۔

لہذا، موجودہ معاملے میں حکومت کے دوبارہ داخلے کے ماورائے عدالت حق کو اپنے لیے استعمال کرنے کے بارے میں سوچنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ قبضہ حکومت کے ذریعے صرف اس انداز میں دوبارہ شروع کیا جا سکتا ہے جسے قانون جانتا ہو یا تسلیم کرتا ہو۔ یہ قانون کے مطابق کے علاوہ قبضہ دوبارہ شروع نہیں کر سکتا۔ اس کے مطابق حکومت کو قانون کے مطابق کے علاوہ قبضہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

للویشونت سنگھ بنام راؤ جگدیش سنگھ اور دیگر [1968] 2 ایس سی آر 203 میں اس عدالت ایک بنچ نے اس طرف سے کیس قانون کا جائزہ لینے کے بعد اسی سوال پر غور کیا تھا اور فیصلہ دیا تھا کہ حکومت ایکٹ کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق زمین پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اس صورت میں، مخصوص ریلیف ایکٹ (موجودہ مخصوص ریلیف ایکٹ، 1963 کی دفعہ 6) کی دفعہ 9 کے تحت توضیعات سہارا برقرار رکھا گیا۔ اس عدالت نے اس سوال پر ہم میں سے ایک (کے راماسوامی، جے) نے ایسٹ انڈیا ہوٹلز لمیٹڈ بنام سنڈیکیٹ بینک، [1992] ضمیمہ (2) 29 پر 44 میں بھی غور کیا تھا۔ پیراگراف 29، 30 اور 32 میں کہا گیا ہے کہ :

"انہیں اس طرح کی ملکیت حاصل کرنی چاہیے جس کے وہ مناسب طریقے سے حقدار ہیں۔ قانون کی حکمرانی کے تحت چلنے والے ہمارے فقہ میں یہاں تک کہ ایک غیر مجاز مکین کو بھی صرف قانون کے ذریعہ فراہم کردہ طریقے سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ دفعہ 6 کے تحت علاج خلاصہ ہے اور اس کا مقصد خود مدد کو روکنا اور لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہے کہ وہ کسی شخص کو بے دخل کرنے کے لیے کوئی منصفانہ یا غلط طریقہ اپنائیں جب تک کہ قبضہ قانون کے مطابق یا رضامندی کے ساتھ نہ ہو۔

قانون کے مناسب عمل سے کیا مراد ہے؟ ہر مخصوص معاملے میں قانون کے مناسب عمل کا مطلب انفرادی حقوق کے تحفظ کے اس طرح کے تحفظات کے تحت قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے مطابق باضابطہ طور پر تشکیل شدہ ٹریبونل یا عدالت کے ذریعے اختیارات کا اس طرح کا استعمال ہے۔ قوانین اور اصولوں کے مطابق قانونی کارروائیوں کا ایک کورس جو نجی حقوق کے نفاذ اور تحفظ کے لیے ہمارے نظام فقہ میں قائم کیا گیا ہے۔ اس طرح کی کارروائیوں کو کوئی جواز دینے کے لیے، اس طرح ایک ٹریبونل ہونا چاہیے جو اس کے آئین کے مطابق، یعنی اس کی تخلیق کے قانون کے مطابق، مقدمے یا کارروائی کے موضوع کو منتقل کرنے کے قابل ہو اور اگر اس میں محض مدعا علیہ کی ذاتی ذمہ داری کا تعین شامل ہے، تو اسے ریاست کے اندر عمل کی خدمت، یا اس کی رضاکارانہ پیشی کے ذریعے اس کے دائرہ اختیار میں لایا جانا چاہیے۔ قانون کے مناسب عمل سے متاثر ہونے والے شخص کا حق مراد ہے کہ وہ ٹریبونل کے سامنے پیش ہو جو زندگی، آزادی یا جائیداد کے سوال پر اپنے انتہائی جامع معنوں میں فیصلہ سناتا ہے، گواہی کے ذریعے یا دوسری صورت میں اور اس کا صحیح تعین کرنے کا حق ہے۔ تنازعہ کا ثبوت کے ذریعے، ہر مادی حقیقت جو حقیقت یا ذمہ داری کے سوال پر مبنی ہے، اس کے خلاف حتمی طور پر ثابت یا فرض کیا جائے۔ جامع معنوں میں قانون کے مناسب عمل کا یہی مطلب ہے۔

اس طرح یہ واضح ہے کہ عدالت عالیان نے قانون کی سخت تعمیل کے علاوہ کسی بھی عمل کو اس کی رضامندی کے خلاف غیر منقولہ جائیداد پر

قبضے میں کسی شخص کو بے دخل کرنے میں جائز سمجھا ہے۔ وجہ واضح ہے کہ اس کا مقصد معاشرے میں قانون اور امن وامان کی تاثیر کو برقرار رکھنا ہے جس سے قانون کی دفعہ 6 کے تحت عدالتی نقطہ نظر کو مقدمے کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے اور اس حقیقت سے قطع نظر کہ اس کے پاس قبضہ کرنے کا کوئی حق ہے یا نہیں، اس شخص کو قبضہ واپس کر دیا جاتا ہے۔"

اس کی وجہ واضح ہے کہ قانون معاشرے میں نظم وضبط کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ قانون کی دفعہ 6 کے تحت عدالتی تصور اس شخص کے قبضے سے قطع نظر ہے جسے " اس حقیقت سے قطع نظر بے دخل کر دیا گیا ہے کہ اس کے پاس قبضہ کرنے کا کوئی حق ہے یا نہیں"۔ پیرا گراف 29 میں، اس عدالت نے مڈنا پور زمیندار کمپنی لمیٹڈ بنام کمار نریش نارائن رائے، اے آئی آر (1924) پی سی 144 میں پریوی کونسل کے فرمان کو منظوری دی اور فیصلہ دیا کہ افراد کو زبردستی قبضہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں اس طرح کی ملکیت حاصل کرنی چاہیے جس کے وہ مناسب طریقے سے حقدار ہیں۔ قانون کی حکمرانی کے زیر انتظام ہمارے فقہ میں یہاں تک کہ ایک غیر مجاز مکین کو بھی صرف قانون کے ذریعہ فراہم کردہ طریقے سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ دفعہ 6 کے تحت علاج خلاصہ مقدمے کی سماعت کا ہے اور اس کا مقصد خود مدد کو روکنا اور لوگوں کو کسی شخص کو بے دخل کرنے کے لیے کسی بھی منصفانہ یا غلط طریقے کو اپنانے کی حوصلہ شکنی کرنا ہے جب تک کہ قبضہ قانون کے مطابق یا رضامندی کے ساتھ نہ ہو۔

قانون قانونی قبضے میں موجود افراد اور حد سے تجاوز کرنے والوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔ قانون ملکیت کا احترام کرتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کی حمایت کرنے کے لیے کوئی جائز لقب نہ ہو۔ قانون کسی بھی شخص کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے اور گنتی کا سہارا لیے بغیر کسی حقیقی قبضے میں موجود شخص کو بے دخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح اس کا مقصد قانون کی حکمرانی کی تعمیل کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس شخص کو محروم کرنا ہے جو چاہتا تھا کہ کسی جائز قبضے میں موجود شخص کو قبضے سے ہٹا دیا جائے، اسی کے مطابق مناسب شکل میں اور اسے اونچی بینڈ کے ساتھ جانے اور ایسے شخص کو باہر نکالنے سے روکنا ہے۔ بلاشبہ، حقیقی مالک قبضہ برقرار رکھنے کا حقدار ہے حالانکہ اس نے اسے زبردستی یا دیگر غیر قانونی ذرائع سے حاصل کیا تھا لیکن یہ مالک کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے اور قانونی قبضے میں موجود شخص کو قانون کا سہارا لیے بغیر باہر نکالنے کی اجازت دینے کی بنیاد نہیں ہوگی۔

اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ حکومتی عطیہ ایکٹ کے تحت لائسنس کے تعین کے بعد بھی حکومت قبضہ دوبارہ شروع کرنے کی حقدار رہے لیکن قبضہ دوبارہ شروع کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قانون کا سہارا لیے بغیر یکطرفہ طور پر قبضہ کر لیا جائے۔ بے دخلی ایکٹ اس طرح کے طریقہ کار پر غور کرتا ہے۔" قانون کی دفعہ 3 (ڈی) کے تحت بیان کردہ احاطے کا مطلب ہے کوئی بھی زمین یا کوئی عمارت یا کسی عمارت یا جھونپڑی کا حصہ یا اس سے منسلک کوئی باڑ۔ دفعہ 4 بے دخلی کا موقع دینے سے پہلے شوکاز کا نوٹس جاری کرنے اور اس کے بعد ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت کارروائی کرنے کا طریقہ کار تجویز کرتی ہے۔ بدقسمتی سے، کیس کے حقائق پر، مدعا علیہ نے حکومتی عطیہ ایکٹ کے تحت دیئے گئے لائسنس کے تعین کے بعد بے دخلی ایکٹ کی دفعہ 4 اور 5 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار کو نہیں اپنایا ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ اپنے اس نتیجے میں درست نہیں تھی کہ پی پی ای ایکٹ کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار حکومتی عطیہ ایکٹ کے تحت دی گئی گرانٹس پر لاگو نہیں ہوتا ہے کیونکہ اپیل کنندگان عطیہ کے مطابق طویل عرصے سے تصفیہ شدہ قبضے میں رہے۔ عطیہ کے تعین کے بعد، اگرچہ انہیں قبضے میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، ریاست ایکٹ کے تحت فراہم کردہ طریقہ کار کا سہارا لیے بغیر یکطرفہ قبضہ نہیں لے سکتی۔ لہذا، یہ واضح ہے کہ مدعا علیہ کے لیے یہ کھلا ہوتا کہ وہ اپیل گزار کو نوٹس جاری کرے اور 10 دن یا 15 دن کے اندر احاطے کو خالی کرنے کے لیے وقت

دے اور اس لیے، پولیس فورس کے کم سے کم استعمال کے ساتھ دوبارہ قبضہ چھوڑ سکتا تھا۔ہم اس معاملے میں کوئی ہدایت نہیں دے سکتے کیونکہ قبضہ پہلے ہی دوبارہ شروع ہو چکا ہے۔ہم نے جائیداد میں تیسرے فریق کا حق نہ بنانے کی ہدایت کی ہے۔ہم حکم میں مداخلت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

شری سورا بجی نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ گرانٹ کے خاتمے کے حکم سے پہلے نوٹس کا حقدار ہے اور اس لیے کارروائی قانونی طور پر خراب ہے اور اس لیے اپیل کنندہ جائیداد کی بحالی کا حقدار ہے۔ہم اس سے متفق ہونے کے لیے مائل نہیں ہیں۔عنوان قائم کرنے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 کا سہارا لینا مناسب علاج نہیں ہوگا۔اس معاملے میں، ہم اس وجہ سے سوال میں جانے کے لیے مائل نہیں ہیں کہ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا ہے کہ عرضی درخواست قابل قبول نہیں ہے۔حکومتی عطیہ ایکٹ کے تحت حکومت کی طرف سے لائسنس کے خاتمے کے بعد، دفعہ 3 کے تحت مقرر کردہ اسٹیٹ آفیسر اس کی درستگی میں نہیں جا سکتا اور اس کے دفعہ 3 کے تحت کارروائی میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ہمارے خیال میں عدالت عالیہ کی دو نفری بنچ اپنے فیصلے میں درست ہے۔حکومت نے لائسنس کا تعین کرنے کے بعد، اسٹیٹ آفیسر کراؤن (دو نفری) گرانٹس ایکٹ کے تحت لائسنس کے خاتمے کی قانونی حیثیت کے سوال پر ایکٹ کے دفعہ 4 اور 5 کے تحت مزید اقدامات نہیں کر سکتا۔اس معاملے کی صورتحال کے پیش نظر، ہم سمجھتے ہیں کہ ریاستی حکومت کے لیے اسٹیٹ آفیسر کو نامزد کرنا اور اسٹیٹ آفیسر کے لیے دفعہ 4 اور 5 کے تحت نوٹس دینا ضروری نہیں ہے۔ریاست کو بے دخلی کے لیے مقدمہ دائر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن قدرتی انصاف کے اصولوں کی تعمیل میں احاطے کو خالی کرنے اور خالی اور پرامن قبضہ فراہم کرنے کے لیے 10 یا 15 دن کا معقول وقت دیتے ہوئے نوٹس دیا جانا چاہیے تھا جس کے بعد حکومت قبضہ دوبارہ شروع کرنے کے لیے آزاد ہوگی۔چونکہ قبضہ پہلے ہی لے لیا گیا تھا، حالانکہ ہم اس طریقے کی منظوری نہیں دے رہے ہیں جس میں اسے لیا گیا تھا، ہم نہیں سمجھتے کہ اس معاملے میں اپیل کنندہ کو نئے سرے سے نوٹس دینے کی ضرورت ہے۔یہ اپیل گزار کے لیے قانون میں دستیاب کسی بھی علاج سے فائدہ اٹھانے کے لیے کھلا ہو سکتا ہے۔

اپیل کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں۔

جی۔این۔

اپیل نمٹا دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document